REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57-

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO. PGDP- 6.

جلد ۳۸ — شمارہ ۴۲

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۷۰ روپے
ششماہی ۴۰ روپے
ممالک غیر ۲۵۰ روپے
بذریعہ بحری ڈاک
فی پرچہ
ایک روپیہ پچیس پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — 143516

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۰ ہجری | ۱۹ اخاء ۱۳۶۸ ہش | ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت ٹھیک ہے الحمد للہ۔ حضور انور جشن تشکر کے سلسلہ میں ہنوز مختلف ممالک کے دورہ پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور پُرنور کو صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے

"یہ سچ ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور نہ مفید ہو سکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے تب معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور پھر بار بار فضل سے ہی دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اور بند نہیں ہوتا غرض معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے۔ اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفس امارہ کے گرد و غبار کو دور کر دیتا ہے۔ اور روح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے۔ اور نفس امارہ کو امارگی کے زندان سے نکالتا ہے۔ اور بد خواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے۔ اور نفسانی جذبات کی تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعاً بیزار ہو جاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے ... مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔

مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی۔ اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کیلئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے، اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم حیا والا۔ صادق وفادار عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ۔ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۱)

جلسہ سالانہ قادیان

۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۸ ہش / ۱۹۸۹ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منظور شدہ پروگرام صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کے تحت اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۸ ہش / ۱۹۸۹ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔

یہ چونکہ صد سالہ جشن تشکر کا سال ہے اس لئے احباب زیادہ سے زیادہ اس سال جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہو کر اس کی روحانی برکات سے مستفید ہوں اللہ تعالیٰ سب کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذیلی تنظیموں کے مرکزی اجتماعات قادیان میں ۱۳ اخاء (اکتوبر) تا ۱۵ اخاء (اکتوبر) بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ الحمد للہ

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
۱۹ راخاء ۱۳۶۸ ہش

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے بے بنیاد الزامات

ماہنامہ "ہستون" نئی دہلی بابت اگست ۱۹۸۹ء میں ندوی صاحب کی تصنیف "قادیانیت" سے اسی عنوان پر ایک اقتباس شائع ہوا ہے جس میں سراسر "تجاہل عارفانہ" سے کام لیا گیا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ "ندوہ" کے علماء کرام نے تالیف و تصنیف کے سلسلہ میں عمدہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی کی علم الکلام الغزالی الفاروق اور مقالات۔ اور مولانا سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (جس کی دو جلدوں کا مسودہ تیار کر کے علامہ شبلی فوت ہو گئے تھے) یقیناً قابل قدر کارنامہ ہے اس طرح ندوہ کے بعض دوسرے علماء نے بھی علمی جوہر دکھائے ہیں لیکن ان علماء کرام میں رواداری پائی جاتی تھی انہوں نے کبھی جماعت احمدیہ پر کیچڑ نہیں اچھالا بلکہ مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا عبد القیوم ندوی نے اپنی تحریرات میں وفات مسیح کا بھی اقرار کیا ہے۔ خود مولانا سید ابوالحسن علی ندوی آج سے تیس سال قبل جب منظر عام پر آئے اور اخبارات میں مضامین شائع کرنے شروع کئے تو ان مضامین میں موصوف نے بڑی جرأت سے بتایا تھا کہ روحانی طور پر مسلمان مردہ ہو چکے ہیں۔ اور ان کی یہ حالت کسی مصلح اور داعی کی متقاضی ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کے طریق پر دعوت اسلام کر سکے ان کی اصلاح کرے۔

یہ ایک نہایت ایمان افروز واقعہ ہے کہ جونہی مولانا ندوی نے "احمدیت" کے خلاف قلم اٹھایا وہ العلم حجاب اکبر (بعض اوقات علم ہی سب سے بڑا پردہ ثابت ہوتا ہے) کے مصداق بن گئے ندوی صاحب نے جو پہلا لفظ استعمال فرمایا جو ان کی تصنیف کا نام بھی ہے "قادیانیت" اس پہلے لفظ میں ہی تنابز بالالقاب کی راہ اختیار کر کے انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کی نافرمانی کا ارتکاب کر لیا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کا نام "احمدیت" رکھا ہے نہ کہ "قادیانیت" تاریخ اسلام میں اس کی مثال موجود ہے کہ ایک بہت بڑا لیڈر جو ابوالحکم کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جب خم ٹھونک کر اسلام کے مقابل پر آگیا تو ہمیشہ کیلئے ابوجہل کے لقب سے پکارا جانے لگا ع

نقطے کے ہیر پھیر میں خدا سے جدا ہوا

اختلافات

مولانا ندوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی طرف یہ دو تحریریں منسوب کی ہیں۔ "یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن نماز حج زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ہے

الجواب :۔ ان تحریرات سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اختلافات ہیں۔ جماعت احمدیہ نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکالنا کہ اسلام سے اختلافات ہیں سراسر ظلم اور افترائے عظیم ہو گا کیونکہ جماعت احمدیہ کو اسلام سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ دور حاضر میں حقیقی اسلام کی علمبردار صرف جماعت احمدیہ ہی ہے لہٰذا آج کی نشست چار نکات پر مشتمل ہے اول جماعت احمدیہ کو اسلام سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے دوم دوسرے مسلمانوں سے ہیں اس حد تک اختلاف ہے جس حد تک قرآن و حدیث اجازت دیتے ہیں سوم جس حد تک دوسرے مسلمان بالفعل قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے دور جا چکے ہیں چہارم جس حد تک خالص خلفاء اور ان کے

مدبرین نے اختلافات کا اقرار کر لیا ہے۔ اس سے زیادہ ہمیں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ ہمیں بقول ندوی صاحب ان سے پیار ہے کہ ہمارے یہ کلمہ گو مسلمان بھائی کم از کم قرآن و حدیث کی رو سے نام کے مسلمان ضرور ہیں ؎

روح تک جس سے معطر ہو وہ خوشبو تم ہو
پھول کے ساتھ سدا رہنا جدا مت ہونا

اسلام سے اختلاف نہیں

اس نکتہ کو حل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش ہے فرمایا:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ..... ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج ہے اور ملحد اور کافر ہے .... ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔" (ایام الصلح ص۸۶)

اس تحریر سے دو ٹوک ثابت ہو گیا کہ جماعت احمدیہ کو اسلام سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کسی مخالف کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس تحریر کو اپنے من مانے معنے پہنانے کی کوشش کرے کیونکہ مقولہ حکمت ہے کہ تفسیر القول بمالا یرضی بہ قائلہ باطل کہ کسی قائل کی بات کی ایسی تفسیر کرنا باطل ہوتا ہے جو قائل کی مرضی کے خلاف ہو پس جماعت احمدیہ کو اسلام سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔

نشاندھی

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو دوسرے مسلمانوں سے اسی حد تک اختلاف ہے جس حد تک قرآن کریم اور احادیث نبویؐ نے نشاندہی فرمائی ہے اس سے زیادہ نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "وہ لوگ جو دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ہر گروہ اس خیال سے خوش ہے کہ جو ٹکڑا اس نے لیا ہے وہی بہتر ہے" (الروم آیت ۳۳)

چنانچہ ظہور مہدی سے قبل مسلمان ۷۲ بہتر فرقوں میں بٹ چکے تھے اور اس آیت کے مصداق بن چکے تھے حالانکہ قرآن و حدیث میں ان فرقوں کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ اور ان بہتر فرقوں کے علماء نے ایک دوسرے فرقے پر اشد ترین کفر کے فتوے لگا رکھے ہیں۔ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم احادیث نبوی اور سلف صالحین کی کتب میں بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں موجود ہیں جو ایک ایک ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس وجود میں پوری ہو گئیں۔ اور جماعت احمدیہ بصد احترام ایمان لے آئی ہے۔

یہ بھی ایک نہایت ایمان افروز حقیقت ہے کہ یہ بریلوی دیوبندی اہلحدیث اہل قرآن جماعت اسلامی، ندوی، شیعہ وغیرہ ۷۲ فرقوں میں سے کسی کو بھی یہ توفیق نہیں ملی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام پر ہی اپنے فرقہ کا نام رکھے یہ شرف بھی جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام "احمد" پر جماعت کا نام رکھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے۔ مساجد عالیشان ہوں گی مگر ہدایت سے خالی۔ ان کے علماء سطح زمین پر بدترین مخلوق ہوں گے انہیں میں سے فتنہ نکلے گا انہی کی طرف لوٹے گا اور یہ فرمایا کہ میری (باقی ص۸ پر)

خطبہ جمعۃ المبارک

وہ تین اہم اسباب جو قوموں کی ترقی کیلئے انتہائی اہم کردار ادا کرتے ہیں

وہ ہیں تقدیر الٰہی اور انسانی تدبیر اور دعا ان تینوں کے درمیان باہمی رشتہ کیا ہے

(مومن) ان کے باہمی تعلقات کو سمجھ کر نہایت ہی عمدہ اور مفید لائحہ عمل تجویز کر سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۵ تبوک / ستمبر ۱۳۶۸ ہش / ۱۹۸۹ء بمقام ناصر باغ مغربی جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

چند دن پہلے مجھے NUNSPEET ہالینڈ میں جماعت احمدیہ ہالینڈ کو ان کے سالانہ جلسہ میں خطاب کرنے کی توفیق ملی۔ اس ضمن میں کہ آئندہ صدی کے لئے اور خصوصیت سے اس سال کے بقیہ حصے میں جماعت احمدیہ کو کیا کرنا چاہئے۔ میں نے ایک مضمون کی تمہید باندھی تھی۔

وہ مضمون تو آپ جب کیسٹس کی صورت میں مہیا ہوگا تو سن سکیں گے اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ اس موقع پر میں نے تین بنیادی ایسے اسباب کا ذکر کیا جو جماعت احمدیہ کی ترقی کیلئے انتہائی ضروری ہیں۔ اور جن کے باہمی تعلق کو سمجھنا بہت ضروری ہے اور وہ تین اہم اسباب قوموں کی ترقی کے لئے نہایت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں وہ ہیں تقدیر الٰہی اور انسانی تدبیر اور دعا ان تینوں کے درمیان باہمی رشتہ کیا ہے کس کو کس پر فوقیت حاصل ہے اور کیسے مومن اس نظام کو اور ان کے باہمی تعلقات کو سمجھ کر اپنے لئے نہایت ہی عمدہ اور مفید لائحہ عمل تجویز کر سکتا ہے۔

دعا کے ضمن میں، میں نے یہ بھی بتایا کہ دعا کی قبولیت کے لئے انسانی اعمال کو بہت گہرا دخل ہے اور اعمال میں سے بھی وہ حصہ اعمال جن کا خدا تعالیٰ کی طرف بڑھنے سے تعلق ہے۔ جب تک کسی کے ساتھ کوئی دوستی کا تعلق قائم نہ ہو اس وقت تک وہ اس کی آواز پر لبیک نہیں کہتا۔ آواز پر لبیک کہنے کے لئے گہرے رشتے ہونے ضروری ہیں اور جتنا زیادہ یہ رشتہ گہرا ہوگا اتنا زیادہ طبعی جوش کے ساتھ انسان دوسرے کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔ جس طرح ایک بچے کی پکار پر ماں لبیک کہتی ہے۔ اس طرح آپ کو دنیا کے رشتوں میں کوئی اور مثال دکھائی نہیں دے گی لیکن وہی نرم دل ماں جو اپنے بچے کے لئے بعض اوقات اتنا بے قرار ہوتی ہے کہ اپنی زندگی کے ہر آرام کو جہنم میں جھونک دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ غیروں کی آوازیں سنتی ہے تو اس کے دل میں وہ حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ پس یہ جو تعلق ہے یہ درجہ بدرجہ ہر انسانی رشتے پر پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ قومی تعلقات میں بھی ہمیں اسی کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ اب مثلاً جرمنی میں ہی بعض ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے انسانی فطرت کے اس پہلو پر مزید روشنی پڑتی ہے۔

جرمن قوم مظلوم لوگوں

کو اپنے ہاں پناہ دینے میں ایک خاص مقام پیدا کر چکی ہے۔ اور اس لحاظ سے اسے دنیا میں ایک شہرت حاصل ہے۔ لیکن ان پناہ لینے والوں اور بعض دوسرے پناہ لینے والوں کے درمیان ایک فرق ہے۔ کچھ ایسے پناہ لینے والے یہاں آتے ہیں* مشرقی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں پناہ تو دونوں کو دی جاتی ہے مگر پناہ دینے کے انداز میں اور پناہ دینے میں جس قسم کا جذبہ دکھایا جاتا ہے ان دونوں میں ایک فرق ہے۔ پس میں شکوے کے رنگ میں یہ بات بیان نہیں کر رہا بلکہ آپ کو سمجھانے کی خاطر یہ بات بیان کر رہا ہوں۔ کہ حال ہی میں آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ مشرقی جرمنی سے ہزارہا لوگ بعض دوسرے یورپین ممالک میں پہنچے۔ کیونکہ براہ راست وہ مشرقی جرمنی سے مغربی جرمنی نہیں آسکتے تھے۔ کیونکہ اس راہ میں زیادہ روکیں تھیں۔ انہوں نے یہ ترکیب اختیار کی کہ وہ دوسرے مشرقی یورپ کے ممالک میں چلے گئے اور وہاں سے پھر مغربی جرمنی کا رخ کیا۔ اور اس کے اوپر مغربی جرمنی نے غیرت انگیز جو محبت اور خلوص کا اظہار کیا ہے۔ وہ دل پر اثر کرنے والی بات ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ یہاں پہنچیں، ان کی طرف سے درخواستیں دی جائیں کہ ہمارے لئے گھروں کا انتظام کرو اور پناہ کا انتظام کرو۔ پھر بعد میں پاسپورٹ کی سہولتیں دو۔ تمام ایسی سہولتیں مہیا کرنے والے ادارے بارڈرز پر ان کے استقبال کیلئے پہنچے ہوئے تھے۔ اور پروگرام یہ ہے کہ آئندہ دس سال تک مسلسل ان آنے والوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا۔ اور پاسپورٹ کی درخواست دینے کی بجائے پاسپورٹ کے دفاتر وہاں سرحدوں کے اوپر کھل گئے اور ہر آنے والے کو اسی وقت اس کا پاسپورٹ بنا کر اس کے سپرد کیا گیا۔

اب دیکھئے کتنا زمین آسمان کا فرق ہے۔ جذبہ ہمدردی بظاہر وہی ہے جو انسان کے گہرے فطری تقاضوں سے تعلق رکھتا ہے یعنی مظلوم کی مدد کی جائے۔ مگر کہاں وہ مظلوم جو دور کے ملکوں سے آنے والے ہیں۔ کہاں اپنے وہ بھائی جو مشرقی جرمنی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ لیکن یہ انسانی فطرت ہے۔ اس فطری تقاضے کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ جماعت احمدیہ کی اپنی ایک شخصیت ہے۔ وہ کوئی ملکی شخصیت نہیں وہ ایک بین الاقوامی شخصیت ہے۔ ایک سو بیس ممالک سے تعلق رکھنے والی یہ جماعت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ۱۲۰ ممالک میں سے ہر ملک جماعت کی شخصیت پر اپنے رنگ میں بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اور بین الاقوامی تعلقات میں ان شخصیتوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے وہی ذریعہ ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ

دعا کے ذریعے خدا سے تعلق

باندھا جائے جو جماعت احمدیہ کی طرح عالمگیر ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کا مالک ہے۔ اور اس کے ساتھ ایسا تعلق باندھا جائے کہ ہر

*ہیں جو یورپ سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ ایسے پناہ لینے والے آتے ہیں جو۔

دوسرے انسانی تعلق سے وہ تعلق بڑھ جائے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس غیر معمولی تعلق کے بعد خدا آپ سے وہ سلوک نہ کرے جو قومیں اپنی ہم قوموں کے ساتھ سلوک کیا کرتی ہیں۔ جو مائیں اپنے بچوں کیساتھ سلوک کیا کرتی ہیں۔ وہ سلوک ان سب رشتوں سے بڑھ کر ہو گا۔ لیکن اس کے لئے انسان کو اپنے اندر کچھ پاک تبدیلیاں پیدا کرنی پڑتی ہیں۔ اور خدا کے جیسا ہونے کی کوشش کرنی پڑتی ہے یہ مضمون بھی سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے اور بڑے غور سے آپ کو اس کو سمجھنا اور دلنشین کرنا چاہیئے۔ جتنی بھی مثالیں میں نے آپ کے سامنے رکھیں یا اور مثالیں جو آپ سوچ سکتے ہیں ان میں ایک بات غور کے نتیجے میں آپ پر خوب کھل جائیگی کہ وہ تعلقات جن میں مشابہت پائی جاتی ہے وہ زیادہ موثر ہوتے ہیں اور جتنی زیادہ تعلقات میں مشابہت بڑھتی چلی جائے گی۔ اتنے ہی زیادہ وہ موثر ہوتے چلے جائیں گے۔

ماں اور بچے کے درمیان حد سے زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔ وہ دونوں ایک ہی* جیسے خون کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے دماغ بھی ملتے ہیں۔ ان سے دل بھی ملتے ہیں۔ ان کے اعضاء بھی ملتے ہیں، چہروں کے نقوش بھی ملتے ہیں۔ لیکن اگر ظاہری نقوش نہ بھی ملیں۔ تب بھی آپس میں اشتراک کی اتنی قسمیں موجود ہیں۔ اور اتنے زیادہ اشتراکات موجود ہیں کہ اس سے بڑھ کر انسانی یا حیوانی رشتوں میں اشتراکات سوچے نہیں جا سکتے۔

پس درحقیقت ماں کی محبت اس اشتراک کی بناء پر ہے مغربی جرمنی نے اگر مشرقی جرمنی کے باشندوں سے محبت اور پیار کا سلوک کیا ہے تو وا ضح بات ہے کہ ان کے درمیان اشتراکات ہیں اور جب ہم جنس، ہم جنس کے ساتھ ملکر بیٹھیں تو ان کے جذبات اور تعلقات کی صورت اور ہوا کرتی ہے، جب غیر جنس، غیر جنس کے ساتھ ملکر بیٹھتا ہے۔ تو اس کے تعلقات اور جذبات کی صورت اور ہوا کرتی ہے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے جس کا سوچ سے تعلق ہے یہ ایسی بات نہیں ہے جس کا انسانی اخلاق سے تعلق ہے

یہ فطرت کے گہرے تقاضے ہیں

چنانچہ فارسی میں کہا جاتا ہے۔ کند ہم جنس، ہم جنس پرواز کہ تم دیکھو گے کہ ایک جنس کے پرندے اسی جنس کے پرندوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں، کبھی آپ نے مرغابیوں کو کووّں کے ساتھ پرواز کرتے نہیں دیکھا ہو گا۔ کبھی آپ نے فاختاؤں کو مگرمچھوں یا بازوں کیساتھ پرواز کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہو گا۔ یا تو وہ اکیلے اکیلے پرواز کرتے ہیں۔ جب بھی اکٹھے پرواز کریں تو ہم جنس پرندے اپنی ہی جنس کے دوسرے پرندوں کے ساتھ ملکر یعنی دونوں ہم جنس باہم پرواز کرتے ہیں۔

اب اس میں کسی اخلاق کی تو کوئی بات نہیں۔ اگر کوئی شارک کووّں کے ساتھ ملکر پرواز کرنا چاہے اور کوّے اُسے پرواز نہ کرنے دیں تو شارک کا یہ حق تو نہیں ہے کہ وہ شکوے کرے کہ دیکھو تم ہم سے بُرا سلوک کر رہے ہو یا غلط سلوک کر رہے ہو اگر وہ ساتھ ملکر پرواز کرنے دے تو ان کا احسان ہے۔

پس جہاں تک قوموں کے طبعی فطری رجحانات کا تعلق ہے اس میں شکوے کی کوئی جا نہیں۔ آپ اس قسم کی باتیں ہرگز نہ کریں کہ جرمن قوم نے جرمن قوم سے تو اتنا اچھا سلوک کیا اور ہمیں بعض دفعہ پندرہ پندرہ سال گزر جاتے ہیں اور پاسپورٹ کے لئے دھکے کھانے پڑتے ہیں لیکن پاسپورٹ نہیں ملتا۔ یہ کوئی سوچی سمجھی تدبیر کے نتیجے میں نہیں ہے۔ نہ ہم اسے RACE کے فرق کے طور پر کہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے مثال دی ہے کہ گہرے فطری تقاضے ہیں جن کا زندگی کی ہر نوع سے تعلق ہے لیکن جتنا ہم غور کریں یہ بات ضروری دکھائی دے گی کہ اشتراک ہونے چاہئیں اور جہاں جہاں اشتراک پائے جائیں گے وہاں یہ فطری تقاضا ضرور کارفرما ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا کے مضمون میں بھی یہی بات سکھائی ہے کہ تم میرے ساتھ اپنی قدر مشترک پیدا کرو یہ نہ ہو کہ تم غیر کے بنے رہو اور پھر مجھے پکارو اور پھر یہ خیال کرو، یہ وہم دل میں لاؤ کہ میں ضرور تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"

واذا سالك عبادي عني

جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں فانی قریب، میں تو قریب ہوں۔ یہاں لوگ بعض دفعہ عبادی کا مفہوم نہ سمجھنے کے نتیجہ میں ایک غلط تجزیہ نکال لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ عبادی سے مراد ہر کس و ناکس ہے اور ہر قسم کا انسان اس کے ذیل میں آجاتا ہے خواہ وہ گندا ہو خواہ وہ گمراہ ہو، خواہ وہ خدا کی ہستی کا منکر اور اسے گالیاں دینے والا ہو، خواہ وہ بندوں پر ظلم کرنے والا ہو۔ عبادی کی ذیل میں وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر قسم کا انسان شامل ہو جاتا ہے اور خدا کا ان کو جواب یہ ہے کہ میں تمہارے قریب ہوں۔ حالانکہ واقعۃً ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ خدا اُسی کے قریب ہوتا ہے جو خدا کے قریب ہو اور عبادی سے مراد۔ یہاں وہ غلام ہیں جو عبادت کے ذریعے خدا کے رنگ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ جب پوچھیں کہ ہمارا خدا کہاں ہے تو خدا جواب دیتا ہے کہ ابھی قریب میں تو تمہارے ساتھ رہتا ہوں۔ پس پہلے قرب شخصیت کا ہونا چاہیئے پہلے قرب خصلتوں کا ہونا چاہیئے۔ عادات کا ہونا چاہیئے مزاج کا ہونا چاہیئے۔ انسانی رجحانات کا قرب ہونا چاہیئے ان سارے قرب کے ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے آپ خدا کے قریب ہونے کی کوشش کریں تو پھر آپ "عبدٌ" بنیں گے اور اگر آپ خدا کے مزاج کے مطابق اپنا مزاج ڈھالنے کی کوشش کریں تو پھر دیکھیں کہ کس طرح خدا آپ کے قریب ہے۔ انسان جب انسان کے قریب ہوتا ہے یا حیوان، حیوان کے قریب ہوتا ہے تو جیسا کہ میں نے مثالیں دی ہیں ان میں آپس میں ایک محبت اور دوستی کا گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے لئے پھر وہ مدد کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں اور قربانی کرنے پر بھی آمادہ ہوا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے بندوں سے اس سے بھی بڑھ کر ہے وہ لوگ جو خدا کے بن جاتے ہیں اور خدا کی صفات اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی دعاؤں کو غیر معمولی قبولیت عطا کی جاتی ہے اور ان کو خدا دوسروں پر اتنی فوقیت دیتا ہے کہ ان کی خاطر بعض دفعہ بڑے بڑے انسانی گروہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں کوئی ناانصافی نہیں۔ وہاں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ جیسے حضرت نوحؑ کی قوم کو ہلاک کیا گیا کہ اے خدا ہم بھی تو تیرے بندے تھے ہم سے تو نے کیوں امتیازی سلوک برتا ہے۔ ایک نوح اور اس کے چند ماننے والوں کی خاطر تو نے کتنے بڑے اور کتنے وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے انسانی گروہ کو ہلاک کر دیا۔ ویسا ہی سوال ہے جیسے آپ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم سے کیوں استثنائی سلوک کیا گیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک فطری سلوک ہے اور یہ فطرت زندگی کو خدا سے عطا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اسکی حسنہ میں یہ صفت شامل ہے کہ جو اس جیسا ہو گا۔ اُس کے ساتھ وہ زیادہ محبت اور پیار کا سلوک کرے گا۔ جو اُس جیسا نہیں ہو گا وہ دور ہو جائے گا۔ اور نزدیک سے جو سلوک ہوتا ہے وہ دور سے نہیں ہوا کرتا پس فاصلے خدا پیدا نہیں کرتا فاصلے پیدا کرنا، بڑھانا یا کم کرنا یہ انسان کے بس میں ہے۔

اور انسان کے اختیار میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی دعائیں قبول ہوں اور جس طرح دنیاوی قومیں اپنی ہم جنس قوموں کی طرف محبت اور شفقت سے لپکتی ہیں اور ان کی ضرورتوں کو پوری کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی طرح خدا اپنی رحمت کے ساتھ آپ کی طرف لپکے اور آپ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور آپ سے اپنے قرب کا سلوک آپ کو بھی دکھائے اور دنیا کو بھی دکھائے تو پھر آپ کے لئے ضروری ہے کہ یہی فطری طریق اختیار کریں۔ جو خدا نے ہمیں سکھایا ہے اور ساری کائنات میں زندگی کی ہر قسم اس سلوک کا مظہر ہے۔

پس احمدی نوجوانوں کو خصوصیت کے ساتھ اس عمر میں جب کہ ابھی زندگی بھرپور ہے انسان کی تمنائیں بھی زندہ ہوتی ہیں اس کے جذبات پورے جوبن پہ ہوتے ہیں۔ اس کی محبتیں بھی جوبن پہ ہوتی ہیں اور اس کی نفرتیں بھی جوبن پر ہوتی ہیں۔ انسان میں جسمانی لحاظ سے بھی یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ جس طرف چاہے اپنی زندگی کا منہ موڑ لے اور پھر بڑی قوت کے ساتھ ان رستوں پر سفر شروع کر دے جو وہ اپنے لئے معین کرتا ہے۔ یہ جو نوجوانوں کو فضیلت حاصل ہے وہ دوسری عمر کے لوگوں کو ایسی نہیں۔ نہ بچوں کو ان باتوں میں جوانوں کا مقابلہ کرنے کی توفیق مل سکتی ہے اور نہ بوڑھوں کو اپنے ہم جنس، اپنے ساتھیوں اور اپنے بچوں وغیرہ کے ساتھ اس قسم کا مقابلہ کرنے کی توفیق مل سکتی ہے۔

پس چونکہ یہ

آج کا جمعہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا جمعہ ہے

اس لئے خصوصیت کے ساتھ میں نوجوانوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے اعمال کو اس رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں کہ ان کے خدا کے تصور کے قریب تر ہو جائیں۔ یہاں جو میں نے ان کے خدا کے تصور کے قریب تر کا لفظ استعمال کیا ہے یہ عمداً کیا ہے ورنہ خدا تو ایک ہی ہے۔ اس کا تصور وہی ہے جو بنیادی تصور قرآن کریم نے پیش کیا ہے مگر اگر واقعہ یہ ہے کہ آپ تو اس معاملے میں آگے قدم بڑھاتے ہوئے خدا کا جب مزید عرفان حاصل ہو گا تو آپ یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ جائیں گے کہ ایک خدا ہونے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ وہی تصور ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے پھر بھی ہر انسان کا تصور دوسرے سے مختلف ہوا کرتا ہے اور اس کی توفیق کے مطابق یہ تصور بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ ہر انسان پر خدا ایک طرح ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ بعض انسانوں کی سوچیں محدود ہوا کرتی ہیں۔ بعضوں کے اخلاق ابھی اتنے بلند نہیں ہوتے کہ وہ خدا کی صفات کے لطیف اور ارفع پہلوؤں کو پہچان سکیں۔ اس لئے ہر شخص اپنے خدا کا ایک خاص تصور رکھتا ہے اور جب وہ اس تصور کے مطابق خواہ وہ نامکمل ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ اعلیٰ تصور کے مقابل پر ناقص ہی کیوں نہ ہو دیانت داری سے اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے تصور میں بھی ایک ارتقاء شروع ہو جاتا ہے پھر اس پر ہر روز ایک نیا خدا ظاہر ہونے لگتا ہے اور خدا کی ہر ظاہر ہونے والی شان پہلی شان سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

پس قرآن کریم نے جب یہ فرمایا کہ

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ

کہ ہر روز، ہر لمحہ خدا کی شان تبدیل ہوتی رہتی ہے تو اس سے یہی مراد ہے۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ بدلتا رہتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی تو تبدیلی سے پاک ہے، تبدیلی سے بالا ہے۔ کوئی ایسی ہستی جو ازلی بھی ہو اور ابدی بھی ہو وہ تبدیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر وہ تبدیل ہو گی تو نہ وہ ازلی رہے گی اور نہ وہ ابدی رہے گی۔ اسی نقطے کو سمجھتے ہوئے ہزار ہا سال سے فلاسفروں نے اس پر بحث کی اور دنیا کے مختلف ممالک کے قدیم اور جدید فلسفی اپنی عقل کی سوچوں اور کاوشوں کے ذریعے اس نتیجے پر پہنچے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی میں تبدیلی ممکن نہیں اور مذاہب کے مطالعہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا کی ہستی میں تبدیلی۔ اس کے ازل پر بھی حملہ کرتی ہے اور اس کے ابد پر بھی حملہ کرتی ہے۔

پس قرآن کریم جب فرماتا ہے کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ۔ تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ ہاں اس کی وہ شان ضرور بدلتی ہے اور ہر لمحہ بدلتی ہے جو اپنی مخلوق پر ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ مثلاً موسموں کی تبدیلی کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کی شانیں بدلتی ہیں۔ لیکن حقیقت نہیں بدلتی خدا کی شان کا اظہار بدل رہا ہوتا ہے اگر موسم گرم ہو تو کیا خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی ہو گی۔ اگر موسم ٹھنڈا ہو تو کیا خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی ہو گی۔ اگر موسم انتہائی طور پر دلوں پر ایک تاریکی پیدا کرنے والا ہو۔ ان کے جذبات کو مضمحل کرنے والا ہو جیسا کہ بعض دفعہ موسم DEPRATION پیدا کر دیتے ہیں تو کیا خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی پیدا ہو گی اور اگر موسم خوشگوار ہو اور انسان کی سوئی ہوئی مضمحل کیفیتوں کو بیدار کرنے والا اور تازہ کرنے والا ہو تو کیا خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی پیدا ہو گی۔ ہرگز نہیں لیکن ہاں آپ کے خدا کے تصور میں ضرور فرق پیدا ہوں گے۔ مختلف موسموں کے اثرات سے آپ اور طرح خدا کو یاد کریں گے اور یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کا دنیاوی تعلقات سے بھی رشتہ ہے۔ شعراء جب ہمارے ملکوں میں جہاں گرمی کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے ایسی گھٹاؤں کو دیکھتے ہیں جو ٹھنڈے پانی برسانے والی ہوتی ہیں اس وقت بے اختیار ان کی طبیعت شعروں کی طرف مائل ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہاں اب شعر کے اور موسیقی کے موسم آ گئے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ پینے پلانے کے موسم آ گئے۔ جو شاعر نہ بھی ہوں ان کے دلوں میں بھی نئی امنگیں پیدا ہوتی ہیں۔ دیہات میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض دفعہ پینگیں چڑھ جاتی ہیں اور سہیلیاں مل کے گانے گانے لگتی ہیں۔ پکوان پکانے لگتی ہیں تو یہ سارے بدلے ہوئے موسم کے اثرات خدا تعالیٰ کی صفات کی جلوہ گری ہے۔ پس جلوؤں کی تبدیلی سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ خدا تبدیل ہوتا ہے۔ لیکن جلوؤں کی تبدیلی سے انسان کے دل پر مختلف اثرات ہوتے ہیں۔

اس مضمون کو جب آپ انسان کے عرفان کے ساتھ جوڑ کر سمجھنے کی کوشش کریں تو

ہر انسان کے عرفان کی ترقی

کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے جلوے بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور ایک نیا خدا انسان پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ پس اسی پہلو سے جب آپ خدا سے تعلق باندھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ جتنے اخلاص کے ساتھ آپ خدا سے ملنے کی کوشش کریں گے اتنا ہی خدا کا تصور اور زیادہ پھیلتا اور بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ کوئی بھی ایسا مقام نہیں آئے گا کہ آپ یہ سمجھیں کہ ہم خدا کے اتنا قریب ہو گئے ہیں کہ ہم نے اسے پا لیا ہے، ہم نے اس کو پکڑ لیا ہے کیونکہ خدا کا تصور عرفان کے ساتھ ساتھ پھیلتا ہے اور جتنا آپ زیادہ خدا والے بنیں گے اتنا ہی خدا اور زیادہ پھیلتا ہوا دکھائی دے گا اور زیادہ وسیع تر دکھائی دے گا۔ پس جتنا خدا آپ کے لئے وسعت اختیار کرتا چلا جائے گا اتنا ہی آپ کے جذبۂ محبت میں اور زیادہ جوش پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے اس بات کو سمجھنا کہ اگر آپ خدا کو جانتے ہوئے خدا کی طرف بڑھیں تو

آپ کی محبت ایک مقام پر جا کر رک جائے گی۔ دنیا کے تعلقات میں بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ کسی انسان کے حسن پر فریفتہ ہو جاتے ہیں جب تک اس کو نہیں پاتے ان کی محبت میں آگ لگی رہتی ہے جب اس کو پا لیتے ہیں تو کچھ دنوں کے بعد محبت بجھ جاتی ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ بس یہی کچھ تھا جو میں نے پالیا اور تھوڑی دیر کے بعد جو حسن قرب کی لذت بخشتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے بعض دفعہ کہ وہ قرب کی لذت بخشنے کی بجائے قرب کے نتیجے میں بے چینی پیدا کرنا شروع کر دے۔ انسان بور ہونے لگ جاتا ہے ایک ہی جیسی چیز ہر روز آپ کو ملے تو کیسے آپ کی زندگی مزے سے کٹ سکتی ہے۔ بعض لوگوں کو مرغا پسند ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو دال پسند ہوتی ہے۔ بعضوں کو آلو گوشت پسند ہے، بعضوں کو کریلے گوشت پسند ہے ہر قسم کے کھانے ہر قسم کی پسند، لیکن ایک ہی کھانا جو آپ کی پسند کا آپ روزانہ کھانا شروع کر دیں تو کچھ دنوں کے بعد وہ منہ کو آنے لگے گا اور یاد رکھیں کہ ایسا کوئی خطرہ بندے اور خدا کے تعلق کے درمیان واقع نہیں ہو سکتا کیونکہ کل یوم ھو فی شان کا مضمون ہمیں یہ سمجھا رہا ہے، ہمیں یقین دلا رہا ہے کہ جتنا چاہو خدا کی طرف بھاگو جتنا چاہو اُسے اپناؤ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ ایک بھی دن ایسا نہیں آئے گا کہ جب تم خدا کے حسن سے بور ہونے شروع ہو جاؤ اور یہ سمجھ کر بس ہم نے دیکھ لیا جو دیکھنا تھا۔ ہر روز وہ نئے جلوے دکھائے گا۔

اس مضمون پر ایک دفعہ پہلے بھی میں نے ایک شعر آپ کو سنایا تھا غالباً احمد ندیم قاسمی کا ہے لیکن جس کا بھی ہے وہ بہت عمدہ شعر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ؎

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

اے میرے دوست میں نے جب بھی تجھے دیکھا ہے ایک نیا جلوہ تیرے اندر دیکھا ہے۔ تیرا شناسا ہونے کی جتنی بھی کوشش کرتا ہوں، میں تیرا شناسا نہیں ہو سکتا کہ جب میں سمجھتا ہوں کہ میں تجھے پہچان گیا ہوں تیرا ایک اور حسن مجھ پر ظاہر ہوتا ہے تو ایک اور جلوہ نمائی کرتا ہے۔ کسی انسان کے متعلق تو یہ شعر نہیں کہا جا سکتا۔ سوائے ان خدا رسیدہ انسانوں کے متعلق جو خدا کے جلوؤں میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہوتے ہیں کہ عام انسان ان کی جتنی بھی پیروی کرے ان کے جلووں کا احاطہ نہیں کر سکتا اس لئے خدا نہ ہوتے ہوئے بھی عام انسانوں سے وہ اتنا فرق رکھتے ہیں کہ ہر انسان اگر ان کا شناسا ہونے کی کوشش کرے اپنی عمر گزار دے گا، ان کی کنہ کو اُن کے حسن کی وسعتوں کو پا نہیں سکتا پس اگر دنیا میں یہ شعر کسی پر صادق آ سکتا ہے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر صادق آ سکتا ہے کیونکہ آپ کی ذات پر ہر لمحہ خدا نئی شان سے ظاہر ہوتا رہا۔ اور جس شان سے بھی خدا آپ پر ظاہر ہوا۔ آپ نے ہر اُس شان کو اپنا لیا۔ ہر اُس شان سے چمٹ کر بیٹھ گئے۔ اس کو اپنے وجود کا حصہ بنا لیا۔ پس اگر کوئی شخص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہوئے مسلسل یہ کہتا چلا جائے کہ ؎

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

تو اس شعر کا ایک ایک لفظ حقیقت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا چلا جائے گا۔ اور زندگی کے سفر کا ایک قدم بھی ایسا نہیں ہو سکتا جس میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اور آپ میں جلوہ نو نہ دیکھیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس بات کی گواہی دی ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔

وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ

اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرا ہر آنے والا لمحہ ہر گزرنے والے لمحہ سے بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے خدا کو کسی جامد حالات میں نہیں پایا بلکہ پھیلتے ہوئے اور آگے بڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور جوں جوں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب آسمانی آقا سے شناسائی حاصل کرتے چلے گئے۔ جوں جوں آپ عرفان میں بڑھتے چلے گئے۔ وہ خدا بھی آگے بڑھتا رہا اور مزید وسعت اختیار کرتا رہا اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لمحہ ایک نیا ظاہر ہونے والا خدا تھا جس کے جلوے سے آپ مدہوش ہوتے رہے۔

پس خدا کا عشق حقیقی ہے کیونکہ اس عشق کی راہ میں کوئی بھی ایک روک نہیں ہے۔ ایسی منزل نہیں ہے جہاں یہ عشق ٹھہرا ہوا ہو جائے اور اس عشق کے ٹھہرے ہونے کے نتیجے میں کسی قسم کی بوریت پیدا ہونی شروع ہو جائے۔ انسان میں اکتاہٹ پیدا ہونی شروع ہو جائے۔ بوریت کا غالباً بہتر ترجمہ اردو میں اکتاہٹ ہی ہے۔ خدا کی محبت میں اکتاہٹ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ انسان جس خدا کو پائے اس کو اپنائے اُسے اپنی فطرت میں داخل کرے اگر آپ نے خدا کو دیکھا اور اُسے اپنایا نہیں تو آپ کا خدا وہیں ٹھہر جائے گا۔ اور آپ کی ترقی کی ساری راہیں بند ہو جائیں گی۔ اس لئے یہ راز ہے جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کو دیکھ کر اگر اس کی طرف آگے نہیں بڑھیں گے تو نعمت کا انکار ہے۔ خدا تعالیٰ کو دیکھ کر اگر اس کی طرف آگے بڑھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اُسے اپنائیں اور اُسے اپنی ذات میں جاری کرنے کی کوشش کریں۔ اس کی صفات حسنہ سے لذت پاتے ہوئے محض تعریف نہ کریں، محض زبان سے نہ کہیں کہ الحمد للہ رب العالمین بلکہ اپنے اعمال سے یہ کر کے دکھائیں کہ ہاں ہمیں یہ صفات پسند ہیں۔ ہمیں حقیقتاً پیاری لگتی ہیں۔ اس لئے ہم اپنی ذات میں بھی ان کو جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں آپ نے یہ قدم بڑھایا وہاں ایک اور خدا آپ پر ظاہر ہونے لگے گا اس کی اور صفات حسنہ آپ کے آگے کھڑی ہو جائیں گی۔ اور آپ کو بلائیں گی کہ ہاں میری طرف ہی آؤ۔

پس یہ وہ مضمون ہے جس کو سمجھنا جماعت احمدیہ کے لئے اور خاص طور پر نوجوانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک جذباتی دور سے گزرتے ہیں۔ محبت کرنے کے سلیقے جانتے ہیں۔ محبت کرنے کی طاقتیں خدا نے ان کو عطا کی ہوئی ہیں۔ پس ان طاقتوں کو دنیا میں کھونے اور ضائع کرنے کی بجائے اگر وہ اپنے خدا کی طرف لگا دیں گے تو پھر اُن پر دعا کا حقیقی مضمون بھی واضح ہو گا۔ پھر ان کو معلوم ہو گا کہ کس طرح خدا ہر روز ان کی دعا کو پہلے سے بھی زیادہ قبول کرتا چلا جا رہا ہے۔ پہلے سے زیادہ ان کی فکر کرتا ہے۔ پہلے سے زیادہ ان کی بے تاب پکار کا جواب دیتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کئے بغیر ہم تمام دنیا کے دلوں کو خدا کی خاطر فتح کرنے کا خواب اگر دیکھیں بھی تو وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ خواب تو ہم سب دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اس کی تعبیر انہی رستوں سے آپ کو ملے گی جو میں نے آپ کو بتائے ہیں۔

پس ہمیشہ باشعور طور پر ان معنوں میں اپنے خدا کے قریب ہونے کی کوشش شروع کر دیں کہ خدا کا جو حسین تصور بھی آپ نے باندھا ہے وہ آپ کے سفر کا پہلا مقام ہے۔ اس تصور کو اپنی ذات میں جاری کرنا شروع کریں اور اپنا جائزہ لیا کریں کہ کیا آپ کے وجود میں کوئی مزید حسن پیدا ہوا ہے یا نہیں کیا دیکھنے والوں نے آپ کے اندر کوئی نئی پاک تبدیلی پائی ہے یا نہیں اگر آپ کا حسن بڑھ رہا ہے اور آپ خدا کے قریب ہو رہے ہیں

تو جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے خوب کھول کر بات رکھ دی ہے۔ خدا بھی آپ کے لئے اور بڑھا اور زیادہ وسیع تر وجود اختیار کرتا چلا جائے گا۔ اور جتنا آپ اس کے قریب ہونے کی کوشش کریں گے۔ اتنا ہی آپ کے انسانی دائرے بھی پھیلتے چلے جائیں گے۔ اور آپ کا وجود ایسی وسعت بھی اختیار کر سکتا ہے۔ کہ عام انسان بھی آپ کو حیرت سے دیکھے پس اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں اور دعا کی طاقت بڑھانے کے لئے اس نسخے پر بھی عمل کریں جو میں نے آپ کو بتایا ہے۔ اس کے بعد پھر ہمارے سامنے بہت سے کام ہیں، بہت سے لائحہ عمل ہیں جن کو ہم نے اختیار کرنا ہے اور خصوصیت کے ساتھ آئندہ صدی کے لئے ہم نے نمونے بنا کر پیش کرنے ہیں۔ اس طرح خدمت دین ہوا کرتی ہے۔ اس طرح دنیا میں روحانی انقلاب برپا کئے جاتے ہیں۔ اس رنگ میں ایسا کام کریں کہ جس طرح صدیاں گذرنے پر ہم مجددین کو دیکھتی ہیں اس طرح آپ کی اس نسل کو آئندہ آنے والی صدی مجددین کے طور پہ دیکھے وہ یہ سمجھے کہ آپ کا مقام ان کے مقابل پر ایسا تھا جیسے مجددین کا مقام ہوا کرتا ہے۔ آپ نے ان کے لئے راہیں طے کرنے کے اسلوب روشن کئے ہیں۔ آپ نے ان راہوں پر چل کر آگے بڑھ کر ان کے لئے نمونے دکھائے ہیں اور ان کو بتایا ہے کہ کس طرح خدا اور بندے دونوں کی طرف بیک وقت سفر ہوا کرتے ہیں اور کس طرح ان کے فاصلوں کو انسان آپس میں اپنی دعاؤں اور کوششوں کے ذریعے کم کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ جو آخری بات ہے اس کے متعلق انشاء اللہ آئندہ پھر کبھی میں کسی موقعہ پر بات کروں گا۔ یعنی فاصلے کم کرنے کی بات، ایک فاصلے کے متعلق تو میں نے آپ کے سامنے بات کھول دی ہے۔ آپ کے اور خدا کے فاصلے کم ہونے چاہئیں۔ مگر کم ہونے سے یہ مراد نہیں کہ واقعی کم ہو جائیں گے کم ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ آگے بڑھیں گے اور خدا اور بھی آگے بڑھے گا۔ لیکن اس کے باوجود جہاں تک آپ کی خاطر پیار سے تعلق کا تعلق ہے۔ وہ فاصلے کم ہوتے ہوتے بالکل مٹ جائیں گے۔ اور ایسے مٹ جائیں گے کہ آپ عملاً اس بات کا مشاہدہ کریں گے کہ خدا آپ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم آئندہ نسلوں کے لئے، آئندہ صدیوں کے لئے ایک ایسا نور چھوڑ جائیں جس کی روشنی میں وہ ہمیشہ خدا اور خدا کے بندوں کی طرف آگے بڑھتے رہیں۔

اللہم تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ٭

بقیہ صفحہ نمبر ۲

امت تہتر فرقوں میں آخری زمانہ میں تقسیم ہو جائیگی وہ سب کے سب اہل نار ہوں گے سوائے ایک کے جو جماعت ہوگی ؎

اس سراب رنگ و بو کو گلستان سمجھا ہے تو
آہ اے نادان قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

چنانچہ آج یہ نقشہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ بہتر فرقوں نے اپنے ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دے کر الگ کر دیا ہے اور یہی اکیلی جماعت ہے جو آیت استخلاف کی مصداق ہے اور اس کا واجب الاطاعت امام موجود ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو اسلام سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ اسلام کے نام پر ۷۲ فرقوں سے ضرور اختلافات ہیں وہ بھی صرف اس حد تک جس حد تک قرآن کریم اور احادیث نبویؐ نے نشاندہی فرمائی ہے اس سے زیادہ نہیں ع

ذرا سی بات تھی جسے افسانہ بنا دیا

جناب ندوی صاحب جیسے بڑے عالم کے متعلق یہ باور کرنا تو ہمیں زیب نہیں دیتا کہ وہ اسلام سے اختلاف اور ۷۲ فرقوں میں بٹے ہوئے اسلام کے اختلاف کے فرق کو نہ سمجھتے ہوں لہٰذا یہ محض ان کا تجاہل عارفانہ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ ایک چیز کو پہچاننے کے بعد ناواقفی کا اظہار کیا جائے

لفظ اختلاف

اختلاف کے لفظ پر ہی ندوی صاحب نے یہ سارا واویلا مچایا ہے۔ اگر ندوی صاحب تعصب سے تھوڑا اوپر اٹھ کر جھانک لیتے تو انہیں ایک عجیب بصیرت نصیب ہوتی۔ کہ ظہور مہدی سے قبل حدیث نبویؐ کے مطابق جو بہتر فرقے کرۂ ارض پر پیدا ہو گئے ان کی بنیاد اختلاف ہی تو ہے۔ اگر اختلاف نہ ہوتا تو یہ ۷۲ قسم کا اسلام بھی نہ ہوتا جس کی طرف ندوی صاحب ہمیں بلا رہے ہیں۔ پھر ان بہتر فرقوں کے مابین اختلاف اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ ندوی صاحب جیسے بڑے عالم میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ ان اختلافات کو شمار بھی کر سکیں ان کا تجزیہ کرنا تو درکنار ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہو

پھر یہ اختلافات اس قدر شدید ہیں کہ مثلاً دیوبندی اور بریلوی عقیدہ کے علماء نے ایک دوسرے کو اس رنگ میں کافر و مرتد قرار دے دکھا ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ان کے نکاح ٹوٹ گئے وغیرہ وغیرہ اسی پر باقی ستر فرقوں کے اختلافات کو قیاس فرما لیجئے

اپنے ایمان کو ذرا پردہ اٹھا کر دیکھنا
مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہل نار (درثمین)

یہاں تک دو نکات ختم ہوئے باقی دو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پیش کئے جائیں گے۔ (جاری)

عبد الحق فضل

درخواست دعا

مکرم میر تمر سلیمان احمد صاحب کے گھر ربوہ میں ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا جس کے نتیجہ میں میر تمر سلیمان احمد صاحب شدید زخمی ہوئے تھے ربوہ میں ابتدائی علاج کے بعد اسلام آباد میں علاج کے لئے داخل کیا گیا۔ اخبار الفضل اور آنے والے احباب کی اطلاع کے مطابق حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے اور اب وہ تھوڑی دور تک چل بھی سکتے ہیں مکمل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مرزا وسیم احمد

ولادت باسعادت

مکرم قمر سلیمان احمد صاحب جو محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ اور مکرم میر داؤد احمد صاحب مرحوم سابق ناظر خدمت درویشاں کے بیٹے اور مکرم حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے پوتے ہیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بھانجے ہیں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دو بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مرزا وسیم احمد

اعلان بابت بورڈ قضاء قادیان

از طرف ناظم صاحب دار القضاء قادیان

احباب جماعت ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب گرامی محررہ ۱۳/۹/۸۹ کے ذریعہ بورڈ قضاء قادیان کو توڑ دیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"ہندوستان کی تمام اپیلوں کی سماعت آئندہ مرکزی بورڈ قضاء ربوہ جو پانچ ممبران پر مشتمل ہوگیا کریگا۔ (اس سے قضاء کے اولیٰ کے فیصلوں پر اپیل مُراد ہے۔)

اپیلیں بدستور ناظم صاحب دار القضاء قادیان کے دفتر میں دائر ہوں گی۔ ناظم صاحب اپیل موصول ہونے پر فریق مخالف کو اس کا جواب ایک ماہ کے اندر داخل کرنے کے واسطے کہیں گے۔ اس عرصہ کے بعد اپیل۔ اس کا جواب اور قاضی صاحب اوّل کی فائل بوساطت ناظر صاحب خدمت درویشان ربوہ۔ دار القضاء ربوہ میں بھجوانے کے ذمہ دار ہوں گے۔

اپیلوں میں اگر کوئی فریق نمائندہ مقرر نہ کرے یا نہ کرسکتا ہو تو بورڈ قضاء کی ذمہ داری ہوگی کہ کسی مناسب وکیل کو اس فریق کی جانب سے پیش ہونے کے واسطے کہے۔

بورڈ کے متفقہ فیصلہ کے خلاف میرے روبرو اپیل نہیں ہوسکے گی۔ البتہ میری خصوصی اجازت سے ایسا ہو سکے گا"

احباب جماعت مطلع رہیں کہ اگر کسی قاضی اوّل کے فیصلہ کے خلاف کسی فریق نے اپیل بورڈ قضاء میں کرنی ہو تو سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشادات کو ملحوظ رکھ کر اپنی اپیلیں حسب قواعد مذکورہ بالا ناظم دار القضاء قادیان کو بھجوائیں تاکہ ان پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ طریق پر کاروائی ہوسکے۔

(یہ بھی واضح رہے کہ درخواست اپیل کی تین نقول بھجوائیں۔ اور اس کے ساتھ قاضی اوّل کے فیصلہ کی نقل مصدقہ بھی شامل کریں۔ (فیصلہ کی ایک ہی نقل کافی ہوگی۔)

ناظم دار القضاء قادیان

ولادتیں

(۱) :- مکرم سیٹھ محمد عبد الغفور صاحب چنتہ کنٹہ تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری چھوٹی بیٹی امۃ المتین حیدر آباد کو بتاریخ ۱۱/۹/۸۹ بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام "طاہرہ صدیقہ" تجویز کیا گیا ہے۔

(۲) :- مکرم مبارک احمد صاحب کارکن فضل عمر پریس قادیان دس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

مورخہ ۱۲ر ستمبر ۸۹ء کو خدا تعالیٰ نے میرے بہنوئی مکرم سید شوکت علی صاحب قادیان کو تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم سید حسین صاحب (کشمیر) کا پوتا اور مکرم چھکن انصاری صاحب سملیہ (بہار) کا نواسہ ہے۔ دونوں بچوں کی صحت وسلامتی" درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

درخواست ہائے دُعا

• محترمہ بہن شکیلہ اختر صاحبہ آف پٹنہ کے آمدہ مکتوب سے معلوم ہوا کہ موصوفہ ان دنوں زیادہ علیل ہیں امریکہ اور انگلینڈ کے

ڈاکٹروں نے چیک اپ کیا تھا دل کا عارضہ ہے۔ انجائنا کی تکلیف ہے اور پھیپھڑوں میں پانی بھر گیا ہے۔ ان دنوں تکلیف زیادہ ہے صحت کاملہ کے لئے خصوصی درخواست دُعا ہے۔

• عزیزم عطاء الرحمٰن صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان لکھتے ہیں :- سکم میں ایک معزز و با اثر و بارسوخ مسلم فیملی احمدیت کے بالکل قریب ہے۔ ان کے زیر اثر بھی بہت سے احباب ہیں ان سب کی قبول احمدیت کے لئے اور ساتھ ہی بھوٹان کے زیر تبلیغ لوگوں کی قبول احمدیت کے لئے نیز مکرم مولوی عبد المؤمن صاحب راشد مبلغ بھوٹان اور مکرم رضاء الکریم صاحب معلّم سکم کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے اور تبلیغ میں نمایاں کامیابی کے لئے اور خاکسار کے والدین اور بہن بھائیوں کی قبول احمدیت کے لئے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔

• مکرم سید صباح الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد تحریر فرماتے ہیں کہ برادرم مکرم سید حفیظ احمد صاحب دہلی میں اچانک بیمار ہوگئے ہیں اُن کی مکمل صحت یابی کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

• عزیزم عزیز احمد اسلم متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان لکھتے ہیں کہ خاکسار کے ایک ہندو دوست مسٹر امرش کمار آف بیجو پورہ یو پی نے اصرار سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نیک صالح اولاد عطا فرمائے اس کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔

اندوہناک سانحہ ارتحال

مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی نے حیدر آباد سے یہ نہایت افسوسناک اطلاع دی ہے کہ موصوف کی چوتھی بیٹی عزیزہ امۃ النعیم کے شوہر کیپٹن امتیاز علی خان پائلٹ ۲۲ر ستمبر کی رات ۸ بجے سے کچھ قبل وایودت ہوائی جہاز میں ۸ مسافروں کو پونا سے حیدر آباد لا رہے تھے جہاز ۸ بجے کے قریب دردناک حادثہ کا شکار ہوگیا۔ دوسرے دن ایک خصوصی طیارہ سے عزیزہ امۃ النعیم اپنے بھائی عزیز عطاء اللہ اور خسر کے ساتھ پونہ گئے اور ساڑھے گیارہ بجے بے نیل مرام واپس لوٹ آئے۔

روزنامہ سیاست حیدر آباد ۲۶ر ستمبر کے شمارہ میں خبر اس طرح شائع ہوئی :-

"آج (۲۵ر ستمبر) رات پونے سے ایک خصوصی طیارہ کے ذریعہ اس بدنصیب طیارہ کے مہلوکین کے رشتہ دار حیدر آباد واپس ہوئے۔ کیپٹن امتیاز علی خان کی بیوہ شریمتی امۃ النعیم جو اپنے بھائی مسٹر محمد عطاء اللہ اور خسر کے ہمراہ اپنے شوہر کی شناخت کے لئے مقام حادثہ پر گئی ہوئی تھیں رشتہ داروں سے مل کر کہا کہ خود منیر وایودت نے ان کے شوہر کی قسر بانی لے لی"

یہ حادثہ نہایت ہی اندوہناک حادثہ ہے۔ مرحوم کی دو معصوم بچیاں بعمر ۳ و ۴ سال ہیں۔ عاجزانہ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کرکے مرحوم کی بیوہ بچیوں اور جملہ متعلقین کے قلوب کو سکون بخشے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور حامی و ناصر ہو۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا + اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

(ایڈیٹر)

درخواست دُعا

مکرم عبد الرؤف صاحب سرکل انچارج واڈنگل تحریر فرماتے ہیں کہ موضع ترڈگوپیں نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ پہلے لوگوں نے کچھ کمزوری دکھائی تھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ لوگ اخلاص میں ترقی کر رہے ہیں ایک مسجد بھی نو بنائی جماعت کے قبضہ میں آئی ہے۔ مخالفت بھی کافی ہے عزیز محمد یعقوب صاحب تعلیم و تربیت کا کام کر رہے ہیں۔ ان سب کی استقامت کے

دوسری و آخری قسط

حضرت بھائی جی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضؓ سابق ہریش چندر موہیال کی

کہانی اپنی زبانی

پھر بھائی جی نے درِ یار پر دھونی رمالی۔ وہ ارکان دین کے سخت پابند تھے۔ حضرت اقدس سے تو انہیں عشق تھا۔ دعاؤں میں بہت عشق تھا۔ دعاؤں میں بہت شغف تھا۔ اللہ نے انہیں گداز قلب دیا تھا۔ بھائی جی کی دینی خدمات بہت نمایاں اور گرانقدر ہیں۔ اُن کی قربانی و جانثاری کا ایک ایمان افروز واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

اگلے دن مقدمہ کرم دین کی گورداسپور میں تاریخ پیشی تھی۔ حضور اقدس نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک قادیان کی بالائی چھت پر رونق افروز تھے۔ اور انتظام سفر کے بارہ میں صلاح و مشورہ ہو رہے تھے۔ اچانک حضور نے منشی کرم علی صاحب کاتب کو یاد فرمایا۔ احباب نے عرض کی حضور وہ تو گوجرانوالہ گئے ہوئے ہیں فرمایا:۔

"ہمیں تو اُن کی ضرورت ہے۔ کل کی پیشی میں اُن کی شہادت کرانے کا خیال ہے۔"

حاضرین نے عرض کیا۔ حضور عشاء کا وقت ہو گیا ہے۔ گاڑی کوئی باقی نہیں وہ کل نہیں پہنچ سکتے۔ اگلی تاریخ پر اُن کی شہادت ہو جائے گی۔ حضور نے پھر فرمایا:۔

"کوئی صورت اُن کے آنے کی ممکن ہو تو بہتر ہے۔ وہ کل ہی پہنچ جائیں۔ شاید حاکم پھر موقعہ نہ دے کیونکہ مخالفت پر تُلا ہوا ہے۔"

مگر دوستوں نے ظاہری حالات کے مطابق پھر وہی عرض کی۔ اس مجلس میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بھی موجود تھے۔ جن کی عمر ابھی چھوٹی تھی۔ انہوں نے جب یہ سُنا تو جُرأت کرکے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا

"حضور! منشی کرم علی صاحب پہنچ سکتے ہیں مگر بعد دوپہر پہنچیں گے۔"

آپ کے یہ الفاظ سُنتے ہی ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ حضور نے دریافت فرمایا:۔

"ہاں میاں عبدالرحمٰن بیان کرو کہ وہ کیسے آسکتے ہیں۔"

آپ نے عرض کیا میں ابھی بٹالہ چلا جاؤں گا۔ وہاں سے یکہ مل گیا تو بہتر ورنہ کوشش کروں گا کہ راتوں رات امرتسر پہنچ کر وہاں سے صبح کی نماز کے قریب لاہور اور گوجرانوالہ آٹھ بجے پہنچ جاؤں گا اور اس طرح سے اُن کو لے کر گورداسپور حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ کا یہ بیان سُن کر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔

"رات کا وقت ہے اکیلے جانا مناسب نہیں۔ میاں فتح محمد! آپ میاں عبدالرحمٰن کے ساتھ چلے جائیں۔ امرتسر سے آپ لوٹ آئیں۔ میاں عبدالرحمٰن آگے اکیلے چلے جائیں گے۔ ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر حضور مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس تشریف لاکر مٹھی بھر روپے حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب کے ہاتھ میں دیئے اور فرمایا:۔

"جاؤ! اللہ حافظ۔ ہم گورداسپور میں کل آپ کا انتظار کریں گے۔"

ان دونوں جانثار مجاہدوں نے حضور کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور رخصت ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ پہلے قادیان کے ایک یکہ بان کے ہاں گئے اور کوشش کی کہ وہ انہیں زیادہ نہیں تو بٹالہ تک ہی پہنچا دے مگر اس نے لیت و لعل شروع کر دی جسے یہ برداشت نہ کر سکے اور اندھیری رات میں بٹالہ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ یہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچ گئے۔ یہاں سے اتفاقاً امرتسر کا ایک یکہ بان مل گیا اس سے بات طے کی اور وہ تیاری میں مصروف ہو گیا۔ اور یہ دونوں مجاہد نماز عشاء ادا کرنے لگے۔ نماز کے بعد یکہ تیار تھا۔ چنانچہ یہ قافلہ امرتسر کو روانہ ہو گیا۔ رات اندھیری تھی اور علاقہ خطرناک راستہ میں دو جگہ خطرہ بھی محسوس ہوا۔ دائیں بائیں سے آدمی اُٹھے اور بڑھے۔ مگر مہدی کی دعائیں تھیں کہ وہ قریب نہ پہنچ پائے اور یہ قافلہ بخیریت وقت پر امرتسر کے اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب ٹکٹ لے کر پلیٹ فارم پر چلے گئے اور چوہدری فتح محمد صاحب واپس جانے کے لئے شہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں گاڑی آئی اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قرآنی دعائیں پڑھتے ہوئے سوار ہو گئے۔ اور پہلے لاہور اور پھر گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ اسٹیشن سے دوڑتے ہوئے محترم منشی صاحب کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ آج صبح گکھڑ کے قریب واقعہ بھانوالی نامی گاؤں گئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک یکہ والے سے کہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس کو زائد کرایہ ادا کرنے کا وعدہ کیا تو اس لالچ میں وہ آپ کو راہ والی تک لے گیا۔ وہاں سے پھر آپ نے دوڑنا شروع کر دیا۔ اور بھانوالی تک دوڑتے چلے گئے۔

حضرت منشی صاحب کے مکان پر پہنچ کر ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ایک منٹ بھی نہ لیا کہ پگڑی جوتی اور ایک کپڑا لے کر آئے اور آپ کے ساتھ واپس گوجرانوالہ اسٹیشن کی طرف دوڑنے لگے۔ دونوں دوڑے اور خوب دوڑے۔

اللہ کی شان دیکھئے۔ ادھر یہ پہنچے اُدھر گاڑی آگئی۔ جلدی سے ٹکٹ لیے اور گاڑی پر سوار ہو گئے۔ اور عین وقت پر گورداسپور پہنچ گئے۔ جہاں خدا کا ایک اولوالعزم بندہ اُن کی انتظار میں تھا۔

(ماخوذ الفضل ۸۲-۸-۲۶)

یوں تو حضرت بھائی جی کی دینی خدمات بہت ہی ہیں مگر اُن میں سے دو ایک کا اور ذکر دینا ضروری ہے۔

اولاً حضرت بھائی جی نے قادیان میں درویشی کے زمانہ میں "مقام ظہور قدرت ثانیہ" کی نشاندہی فرمائی یعنی وہ مقام جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر خلافت اولیٰ کی بیعت کی تھی۔ اُس جگہ کے باقاعدہ نقشہ جات بنوائے گئے درختوں اور زمین پر پختہ نشانات لگوائے گئے۔ یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک بہت اہم واقعہ ہے۔

پھر سنہ ۱۹۲۴ء میں جب حضرت المصلح الموعودؓ یورپ کے سفر پر جماعت کے بیس بائیس دوستوں کے ہمراہ تشریف لے گئے تو حضرت بھائی جی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو بھی اُس وفد میں شمولیت کی سعادت ملی۔ یہ سفر تبلیغی اور مسجد الفضل لنڈن کی بنیاد رکھنے کی غرض سے کیا گیا۔ اس سفر کے دوران حضرت بھائی جی نے اپنی دوسری مصروفیات کے علاوہ اپنے طور پر روزانہ ڈائری لکھنی شروع کر دی اور اوّلین فرصت میں اسے بذریعہ ڈاک حضرت قائمقام امیر جماعت قادیان کی خدمت میں ارسال کرنی شروع کر دیں یہ ڈائریاں خطوط کی شکل میں تھیں اور جب اوّل ڈائری قادیان کے اصحاب [illegible] پہنچی تو جماعت کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ بھائی جی! اس کام کو بھی جاری

رکھیں اور حضرت صاحب کے تفصیلی سفر کے حالات سے جماعت کو آگاہ رہتے رہیں۔ جب بھی کوئی ڈائری قادیان پہنچتی تو پورے اہتمام سے اُسے مجمع کثیر کے سامنے پڑھ کر سنایا جاتا۔ سفرِ یورپ کے حالات موسومہ لنڈن ڈائری تقریباً آٹھ صد صفحات "نصف" کالم پر مشتمل ہے جسے اب محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس ڈائری کے متعلق حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے متعلقہ دفتر کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ہدایت فرمائی تھی :۔

"دفتر نظارت تالیف و تصنیف برائے پڑتال و حفاظت ارسال ہے۔ یہ نہایت قیمتی ریکارڈ ہے"

آخر میں مندرجہ ذیل اقتباس پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔

مژدہ باد بھائی عبد الرحمٰن قادیانی و بھائی عبد الرحیم قادیانی

۳۱ر جولائی ۱۹۲۳ء کو گفتگو کے دوران میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ہندوؤں میں سے بعض ایسے لوگ اس سلسلہ میں آئے ہیں کہ اُن کی خدمات اور غیرت احمدیت پر رشک آتا ہے۔ اور دوسرے دس دس ہزار احمدیوں کے مقابلہ میں ایک ہیں۔ اُن میں سے بھائی عبد الرحمٰن قادیانی اور بھائی عبد الرحیم قادیانی کا نام لیا۔ میں (اپنے ان دونوں مخلص بھائیوں کو جن کے ساتھ مجھے خصوصیت سے ہمیشہ محبت ہے) مبارک باد دیتا ہوں وہ خدا کے رحم اور فضل سے اپنی خاص ایمانی قوت میں اتنی ترقی کریں کہ دس ہزار نہیں دس لاکھ کے برابر ہو جائیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی توفیق دے۔ آمین۔ (از تعالیٰ ایڈیٹر سراج الحق صاحب) ثم آمین و نیز مبارک باد۔

(ماخوذ الحکم جلد ۲۵ نمبر ۳ مورخہ ۷ر اگست ۱۹۲۳ء)

ایک پُر وقار تبلیغی پروگرام رشی نگر میں

مکرم مولوی عبد السلام صاحب انور مبلغ سلسلہ رشی نگر سے تحریر فرماتے ہیں کہ عرصہ چار سال سے جماعت احمدیہ رشی نگر میں ہر سال رزاق ٹرافی کھیلی جاتی ہے جس میں علاقہ کی قریباً ساری ٹیمیں حصہ لیتی ہیں اس نادر موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے غیر از جماعت کھلاڑیوں و دیگر شائقین میں لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی یہ ٹرافی بڑی دھوم دھام سے کھیلی گئی۔ اور اس سال بھی اس موقعہ پر کثرت سے لٹریچر تقسیم کیا گیا مورخہ ۱۶/۹/۸۹ کو جموں اینڈ کشمیر روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن (J.K.R.T.C) کے ڈپٹی وزیر جناب بشیر احمد صاحب نیگرو کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کرنے رشی نگر تشریف لائے۔ موصوف کو دیکھنے کے لئے کھلاڑیوں کے علاوہ کثرت سے غیر از جماعت افراد رشی نگر آئے۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دو سو سے زائد کتب غیر از جماعت افراد میں تقسیم کی گئیں۔ انعامات تقسیم ہونے کے بعد خاکسار نے وزیر موصوف کو اور ان کے رفقاء کار کو جماعتی لٹریچر پیش کیا جس کو موصوف نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اور کتب سے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ میں ضرور اور ضرور ان کتب کا مطالعہ کروں گا۔ علاوہ ازیں جناب ایس ایچ او صاحب و دیگر پولیس عملہ کو بھی لٹریچر دیا گیا۔ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

اسیرانِ راہِ مولیٰ

پاکستان میں اسیرانِ راہ مولیٰ قید و بند کی صعوبتیں محض رضائے الٰہی کی خاطر برداشت کر رہے ہیں ان سب کی باعزت رہائی اور استقامت کے لئے درخواست دُعا ہے۔

علاقہ بھدرواہ جلم میں تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی رفیق احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کوکنور

مکرم مولوی غلام احمد صاحب قادر کے زیر تبلیغ محمد ادریس صاحب تحصیلدار بھدرواہ جلم کی خصوصی دعوت پر ہم اُن کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے سابق بابا ہوٹل میں اپنے خرچ پر ٹی پارٹی کا انتظام کر کے اپنے جامع مسجد کے پیش امام قاضی عبد المجید کو بھی ہمارے مقابلے کے لئے بلایا گیا۔ چنانچہ چالیس کے قریب مسلم و غیر مسلم پڑھے لکھے اور سنجیدہ لوگوں کے درمیان مجلس مذاکرہ شروع ہوئی اس مجلس میں خاکسار اور مولوی غلام احمد صاحب قادر نے احمدیوں اور غیر احمدی مسلمان فرقوں کے مابین اختلاف کا قرآن و احادیث سے موازنہ پیش کیا۔ بے بنیاد الزامات اور وفات مسیح اور مباہلہ کے عنوانات پر ۲½ گھنٹے تک تبادلِ خیالات ہوا۔ پیش امام صاحب بالکل لاجواب ہو گئے۔ اس پر تحصیلدار صاحب نے کہا کہ یہ پیش امام صاحب زیادہ علمیت نہیں رکھتے لہذا آئندہ کسی اور بڑے عالم کو آپ کے سامنے لائیں گے۔

اس کے بعد ہم تومڑیلی کے لئے روانہ ہوئے جہاں پر ہمارے ایک احمدی ٹیچر مکرم تاج الدین صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول میں کام کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم ہائی اسکول پہنچے جہاں پر اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اور اسکول کے سٹاف سے احمدیت کا تعارف کرایا اور مذہب سے تعلق رکھنے والے بعض سوالات کے جوابات دیئے اور کلجگ میں ظاہر ہونے والے کلنکی اوتار کا ذکر کیا آخر پر انہیں ہندی کتب مہدی سندیش، زرتمان یگ کا اوتار اور انگریزی کی بعض تبلیغی کتب دی گئیں۔ اس کے بعد محترم مولوی غلام احمد صاحب قادر کے متعارف بینک مینیجر اور اسسٹنٹ مینیجر کی ملاقات کے لئے اسٹیٹ بینک میں پہنچے جہاں پر جماعت احمدیہ کا تعارف اور اسلام اور احمدیت کی پُر امن تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے کلنکی اوتار کا ذکر کیا۔ جملہ اسٹاف بینک اور مینیجر صاحبان بھی کافی متأثر ہوئے۔ انہیں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور اسسٹنٹ مینیجر صاحب جنہوں نے انگریزی زبان میں قرآن مجید کی فرمائش بھی کی ہے۔

رات کو تومڑیلی مقام پر محترم تاج الدین صاحب ٹیچر کی رہائش پر قیام کیا اور محترم تاج الدین صاحب کو میدانِ تبلیغ میں پیش آنے والے سوالات کے جوابات سمجھائے گئے۔

مورخہ ۱۵/۹/۸۹ کو آگے گوری دیوی ہیرٹ روانہ ہوئے جہاں احمدی گھر مکرم عبد العزیز صاحب اور ان کے بھائی عبد الرحمٰن صاحب کا ہے اس کے علاوہ اُن کے غیر احمدی رشتہ دار دو گھر ہیں۔ رات کو ایک تربیتی اجلاس محترم مولوی غلام احمد صاحب قادر کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ جس میں ان کے غیر احمدی رشتہ داروں کے مرد اور عورتوں اور بچوں کو مدعو کیا گیا۔ محترم عبد العزیز صاحب، خاکسار اور مولوی غلام احمد صاحب قادر نے تربیتی اُمور کے ساتھ حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کا ذکر کیا۔ اور آخر دُعا کے ساتھ یہ تربیتی اجلاس اختتام پذیر ہوا بعد نماز مغرب و عشاء غیر احمدی احباب میں سے محترم ماسٹر محمد صاحب کے امام مہدیؑ کے متعلق بعض سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اور اُنہیں جماعت احمدیہ کا لٹریچر ہندی اور انگریزی میں دیا گیا۔

مورخہ ۱۶/۹/۸۹ بعد نماز فجر خاکسار نے نماز باجماعت کی ادائیگی اور اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے ان احمدی عورتوں مردوں اور بچوں کو تعلیم و تربیت کا درس دیا اور اخلاقی نمونہ دکھانے اور تبلیغ کی اہمیت بتائی۔

یہاں میں بھی حسبِ موقعہ تبلیغی فرائض انجام دیئے۔ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نتیجہ خیز خدماتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

منقول [illegible]

کھاریاں کے نواحی قصبہ چک سکندر میں قادیانیوں کے گھر جلا دیئے گئے

مکینوں کو گھروں سے نکال دیا گیا' فریقین میں فائرنگ سے چار افراد ہلاک۔ پولیس کی موجودگی میں آتش زنی اور لوٹ مار

اسلام امن و آشتی اور سلامتی کا مذہب ہے جو بنی نوع انسان سے محبت کا درس دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا دین ہے جو اپنوں اور غیروں' گوروں اور کالوں' امیروں اور غریبوں سب میں مساوات برتنے اور سب کے حقوق کا یکساں خیال رکھنے کی ضمانت دیتا ہے جہاں غیروں کو دعوت اسلام کی اجازت دیتا ہے وہاں ساتھ ہی یہ واضح فرماتا ہے کہ یہ دعوت اسلام پر امن اور شیریں زبان سے ہونی چاہیئے اور اگر مخالف پر آپ کی بات کا کوئی اثر نہ ہو اور وہ اپنی ضد پر قائم رہے تو اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے لکم دینکم ولی دین ع تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے اور یہی اسوۂ حسنہ ہے۔ اسلام تو ایسی حد تک امن پسند اور سلامتی کا مذہب ہے کہ جنگوں میں بھی حقوق انسانی تو کجا درختوں تک کی حفاظت کرنے اور انہیں بلا وجہ کاٹنے اور نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتا پاکستان اسی اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔

اور اس کے اغراض مقاصد کی خود بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے وضاحت کر دی ہے آپ نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان میں سب شہریوں کو بلا لحاظ مذہب عقیدہ اور رنگ و نسل مساواتی حقوق حاصل ہوں گے۔ اور آپ مسجدوں میں جائیں یا مندروں میں امور مملکت کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہو گا۔ قائد اعظم اس ملک کو ایک مثالی فلاحی اسلامی مملکت بنانا چاہتے تھے مگر بد قسمتی سے آپ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا اور آج یہ حالت ہے کہ ہمارا یہ پیارا وطن لسانی گروہ بندی' علاقائی اور فرقہ وارانہ اختلافات اور خون و فسادات کی بھینٹ چڑھ رہا ہے جس سے محب وطن عوام کا دل خون ہو رہا ہے چند ملک دشمن عناصر عوام میں ان اختلافات کو ہوا دے کر اسی کی قیمت سے کھیل رہے ہیں اور عوام کی بھاری اکثریت جو اس ملک سے محبت اور حب الوطنی کے جذبات رکھتی ہے۔ ان مٹھی بھر شر پسندوں کے سامنے خود کو بے بس پاتی ہے سندھ بالخصوص کراچی اور حیدر آباد کے واقعات ہر محب وطن پاکستانی کے لئے کچھ کم باعث تشویش نہ تھے کہ پنجاب اور سرحد میں بعض عناصر کی طرف سے فرقہ وارانہ فسادات کرانے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہیں مساجد میں جو امن کی آماجگاہیں فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دے کر لوگوں کو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے اور ان کے مال و اسباب لوٹنے کی تلقین کی جاتی ہے ڈیرہ اسمٰعیل خان' پارہ چنار' مردان' ننکانہ صاحب اور جڑانوالہ کے واقعات اسی کی چند مثالیں ہیں جن کا بغور تجزیہ کیا جائے تو یہ صرف انہی چند عناصر کا کھیل دکھائی دیتے ہیں جو اس ملک کی بربادی کے درپے ہیں چند روز قبل کھاریاں کے نواحی قصبہ چک سکندر ۳۰ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ ہوا ہے جس کی صدائے بازگشت قومی اخبارات میں آ چکی ہے مگر جو کچھ اخبارات میں آیا ہے ان حقائق کا عشر عشیر بھی نہیں جو چک سکندر میں دیکھنے میں آئے ہیں اخباری نمائندوں کی ایک ٹیم نے جن میں یہ راقم بھی شامل تھا گذشتہ روز صورت حال کا از خود جائزہ لینے کے لئے چک سکندر کا دورہ کیا تو ہمیں وہاں آگ و خون کی ہولی اور لوٹ مار کے اثرات کے المناک مناظر دیکھنے اور سننے میں آئے چک سکندر نمبر ۳۰ کھاریاں شہر سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں پختہ سڑک سے آگے تقریباً ایک میل پیدل چلنا پڑا سولہ جولائی کو اس قصبہ میں ہونے والے واقعات کے بارے میں ہمیں جو تفصیل معلوم ہوئی

اس کے مطابق یہاں تقریباً ساڑھے چار سو گھرانوں میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ قادیانیوں کے گھر ہیں جو برسوں سے پُر امن طور پر رہ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی مسجد بھی مشترک تھی جس میں قادیانی اور مسلمان اپنے اپنے عقیدہ اور مسلک کے مطابق نمازیں پڑھتے تھے کچھ عرصہ قبل اسی مسجد کے موجودہ امام میاں محمد امیر کا جو پہلے قادیانی تھے علاقے کے علماء سے میل ملاپ شروع ہوا اور اس کے قادیانیوں کو مسجد سے بے دخل کرنے اور اس میں ان کا داخلہ بند کرانے کے لئے عدالت سے حکم امتناعی لے لیا اور یوں مسجد متنازعہ ہو گئی اور دونوں فریقوں میں جھگڑے کی بنیاد پڑ گئی ۳۵ سالہ میاں محمد امیر نے ہمیں بتایا کہ اس نے قادیانیت چھوڑنے کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے کر ایک مسلمان عورت سے شادی کی اور ایک سال پہلے انہوں نے داڑھی رکھی اور یوں اس مسجد کا پیش امام بن گیا ادھر جب مسجد کے جھگڑے پر فریقین میں ٹھنی بڑھنے لگی تو علاقے کے معززین نے ایک جرگہ بلا کر دونوں فریقوں میں صلح صفائی کرا دی جس کے نتیجہ میں میاں محمد امیر نے مسجد کے بارے میں حکم امتناعی واپس لینے اور قادیانیوں نے اپنا مقدمہ واپس لینے کا فیصلہ کیا۔

لیکن جرگہ کا یہ فیصلہ دیر پا ثابت نہ ہوا اور میاں امیر چونکہ دلی طور پر اس فیصلہ سے مطمئن نہ تھا اور وہ کچھ بیرونی عناصر کا آلہ کار بن چکا تھا اس لئے وہ ۱۵ جولائی کو مقدمہ کی تاریخ پیشی پر مقدمہ واپس لینے کے لئے عدالت میں حاضر ہی نہیں ہوا جب کہ قادیانیوں کی طرف سے ۱۳ جولائی کو اپنا مقدمہ واپس لینے کی درخواست عدالت میں دے دی گئی تھی۔

جرگہ کے فیصلہ سے انحراف کے بعد اسی دوران میاں امیر کا باہر کے علماء سے میل ملاپ شروع ہوا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان ملاقاتوں میں گاؤں سے قادیانیوں کا صفایا کرنے کا پروگرام طے ہوا اور اس کے لئے اب صرف موقع کی تلاش تھی سولہ جولائی کو وہ موقع اس طرح پیدا کیا گیا کہ اس روز چک سکندر کی جماعت احمدیہ کے امیر ماسٹر مظفر احمد کو گھر سے باہر کہیں مخالفین نے پکڑ کر مارا پیٹا تاہم وہ جان بچا کر گھر پہنچے اسی دوران دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہوئی اور فریقین نے اپنے اپنے مکانوں میں مورچے سنبھال لئے فائرنگ سے ایک مسلمان محمد احمد ہلاک ہوا تو پھر حالات اور بھی خراب ہو گئے اور فریق مخالف نے قادیانیوں کے گھروں کی لوٹ مار اور انہیں بے دریغ جلانا شروع کر دیا اور یوں دیکھتے دیکھتے قادیانیوں کے ایک سو سے زیادہ مکانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیا گیا یا انہیں بُری طرح نقصان پہنچایا گیا سامان لوٹ لیا گیا گاؤں میں تصادم کی اطلاع ملتے ہی پولیس موقع پر پہنچ گئی تھی مگر وہ محض تماشا دیکھتی رہی بلکہ ہمیں بتایا گیا کہ تین قادیانیوں کو نذیر احمد ساقی' محمد رفیق اور ایک دس سالہ بچی نبیلہ کو مخالفین نے پولیس کی موجودگی میں گولیوں کا نشانہ بنایا آتش زنی اور لوٹ مار کے دوران قادیانیوں کے مویشیوں تک کو بھی نہ چھوڑا گیا چنانچہ تقریباً ۹۰ مویشی اور بے زبان جانور بھی جذبہ انتقام کی بھینٹ چڑھ گئے اور انہیں گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ سب کچھ ڈپٹی کمشنر' ایس پی' ڈی آئی جی جیسے اعلیٰ حکام اور پولیس کی بھاری جمعیت کی موجودگی میں ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس خونیں ڈرامہ کو صوبائی حکومت کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی اور یہ باضابطہ منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ واقعہ کے بعد ۲۲ قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا جب کہ فریق ثانی کا ایک شخص بھی گرفتار نہیں ہوا پھر جب قادیانی زخمیوں کو کھاریاں ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں انہیں طبی امداد تک دینے سے انکار کیا گیا

مزید برآں گاؤں میں بھی موجود ہونے کے باوجود دوسوسے زیادہ گھروں کو آگ لگانے کے لئے یہاں مٹی تیل کا اس قدر ذخیرہ وجود ہونا بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ سارا کھیل پوری تیاری سے کھیلا گیا قبل ازیں اخباری نمائندوں کی جماعت جب چک سکندر جا رہی تھی تو راستے میں ہمیں بتایا گیا کہ گاؤں میں اس وقت پولیس اور انتظامی افسران کا سخت پہرہ ہے اور تصادم کے دوران ہلاک ہونے والے واحد مسلمان محمد احمد کی رسم قل ادا کی جا رہی ہے رسم قل کے سلسلے میں گجرات کے تمام طلباء جمع ہیں۔

چنانچہ ہم سخت گرمی اور دھول کا مقابلہ کرتے ہوئے گاؤں پہنچے اس وقت وہاں کھاریاں کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ مسٹر کرم الٰہی ڈی ایس پی۔ ایس ایچ او اور پولیس کی بھاری جمعیت موجود تھی مجسٹریٹ اور پولیس افسران نے ہمیں گاؤں کے اندر جانے کی اجازت دے دی مگر ساتھ ہی ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور ان کا اندیشہ کسی حد تک درست ثابت ہوا کیونکہ جیسے ہی ہم گاؤں کے اندر داخل ہوئے متعدد افراد نے ہمیں گھیرے میں لے کر سوالات کی بوچھاڑ کر دی ان لوگوں نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے بیج لگا رکھے ہوئے تھے ہم لوگوں نے بڑی مشکل سے انہیں یہ یقین دلایا کہ ہم اخبار نویس ہیں اور اصلی حقائق معلوم کرنے کے لئے راولپنڈی سے یہاں آئے ہیں چنانچہ گاؤں کے ان محافظوں نے ہمیں گاؤں کے اندر جانے کی اجازت دے دی لیکن ساتھ یہ بھی ہدایت کی کہ اگر واقعات معلوم کرنے ہیں تو صرف میاں محمد امیر سے معلوم کئے جا سکتے ہیں وہ اس وقت مسجد میں موجود ہیں کسی اور سے کوئی بات نہ کی جائے۔ ان لوگوں نے ہمارے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا اور ہمیں مسجد کی طرف لے گئے جہاں پہلے ہی متعدد لوگ جمع تھے۔

میاں امیر نے ہمیں بتایا کہ ایک سال قبل تک قادیانیوں اور مسلمانوں میں کوئی جھگڑا نہیں تھا اور سب گاؤں میں پُر امن زندگی بسر کر رہے تھے یہاں تک کہ اس ... قادیانی اور مسلمان اپنے اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے تھے میاں محمد امیر نے بتایا کہ کبھی وہ قادیانیوں میں شامل ہو گیا اس دوران ایک

ڈنمارک چلا گیا اور واپسی پر قادیانیت چھوڑ کر میں نے اپنی قادیانی بیوی کو طلاق دے دی اور مسلمان خاتون سے نئی شادی کر لی اس کے ساتھ ہی میں نے عدالت اور انتظامیہ سے رجوع کر کے قادیانیوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنے کی کوششیں شروع کر دیں یہاں تک کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا بلکہ مسجد میں مسلمانوں کا پیش امام بن گیا اور اب گاؤں کے تمام مسلمان میرے حکم کے تابع ہیں۔

سولہ جولائی کے واقعات کے بارے میں ہمارے سوال پر میاں امیر نے کہا کہ میں اس بارے میں صحیح طور پر نہیں بتا سکتا کہ قادیانیوں کے تین آدمی مسلمانوں کے مشتعل ہجوم کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں یا قادیانیوں نے خود ہی انہیں قتل کیا ہے انہوں نے کہا کہ کچھ قادیانی پولیس کی حفاظت میں کھاریاں چلے گئے تھے۔ اب قادیانیوں کے کچھ گھر رہ گئے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ انہوں نے خوف زدہ ہو کر اسلام قبول کیا ہے یا دل سے مسلمان ہوئے ہیں انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ جس وقت گاؤں میں قادیانیوں کے گھروں کی لوٹ مار کی گئی اور انہیں جلایا گیا اس وقت پولیس افسران پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ گاؤں میں موجود تھے۔

چک سکندر سے واپسی پر کھاریاں شہر میں ہماری ملاقات اس قصبہ میں قادیانیوں کے "مربی" محمود ناصر سے ہوئی جو وقوعہ کے روز چک سکندر ہی میں تھے ہم نے ان سے بھی واقعات کی تفصیل جاننا چاہی تو انہوں نے اس تمام فساد کی ذمہ داری محمد امیر پر عائد کرتے ہوئے کہا کہ محمد امیر نے مسلمان بننے کے بعد عدالت کے حکم امتناعی حاصل کر لیا تھا کہ احمدی مسجد میں نماز ادا نہ کریں اور اپنے لئے علیحدہ مسجد بنائیں دونوں طرف سے مسلمانوں کے خلاف مقدمات درج کرائے گئے ہیں جو کہ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ فریقین اپنا اپنا مقدمہ واپس لے لیں مگر ۱۶ جولائی کو قادیانیوں نے اپنا مقدمہ واپس لے لیا لیکن ۵ جولائی کو تاریخ پیشی پر محمد امیر مقدمہ واپس لینے کے لئے عدالت میں نہ آیا اس طرح انہوں نے جرگہ میں ہونے والے فیصلے سے انحراف کیا اسی دوران محمد امیر کی کچھ طلباء سے ملاقاتیں ہوئیں اس طرح قادیانیوں کو ختم کرنے کی سازشیں کی گئیں ۱۶ جولائی کی صبح کو عابد مظفر گھر سے باہر جا رہا تھا کہ چند لڑکوں نے اس کو زدوکوب کیا جس پر وہ بھاگ کر گھر گئے حملہ آور ان کا پیچھا کر رہے تھے چنانچہ حفظ ماتقدم کے تحت ان کے گھر سے فائرنگ کی گئی۔

جس کے نتیجے میں محمد احمد ہلاک ہو گیا اس وقت تک پولیس پہنچ چکی تھی کھاریاں کے ایس ایچ او راجہ ریاض نے ایک قادیانی نذیر احمد ساقی کو جو چھت پر بیٹھے ہوئے تھے نیچے اترنے کا حکم دیا لیکن جیسے ہی وہ نیچے اترے انہیں گولیوں سے اڑا دیا گیا پولیس حکام نے حالات کی کشیدگی کے پیش نظر قادیانیوں کو یہ مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ وہ دوسری جگہ منتقل ہو جائیں چنانچہ پولیس کی یقین دہانی پر جب وہ گھر سے باہر نکلے تو میاں محمد امیر کی سرکردگی میں مخالفین نے فائرنگ کی جس سے دو احمدی مرد اور ایک نوجوان بھی ہلاک ہو گئے۔ اور ۶۰ سے زائد افراد شدید زخمی ہو گئے یہاں تک کہ کھاریاں ہسپتال میں زخمیوں کو طبی امداد بھی بہم پہنچانے سے انکار کیا گیا انہوں نے کہا یہ ایک قادیانی رفیق احمد جب ہلاک ہو گیا تو اس کی نعش کی بے حرمتی کی گئی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ قادیانیوں کو گاؤں میں داخل ہونا ناممکن ہو گیا ہے اور جو کوئی جاتا ہے اُسے زدوکوب کر کے قتل کی دھمکی دی جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں امیر اس وقت دوہرا کھیل کھیل رہا ہے ایک طرف وہ گاؤں کا سربراہ اور دوسری طرف وہ گاؤں سے چلے جانے والے قادیانیوں کو لینے کا خواب دیکھ رہا ہے اُنہوں نے کہا کہ گاؤں کے لوگوں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ محمد امیر کے اصل عزائم کیا ہیں پولیس کے ساتھ سابق صوبائی اسمبلی کا ایک رکن بھی اس واقعہ میں ملوث ہے۔

(روزنامہ شہید راولپنڈی مجریہ ...۸۹)

قادیانی اور حدود آرڈیننس منسوخ کرنے کیلئے پاکستان نے ایمنسٹی کا مطالبہ مسترد کر دیا۔

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان نے قادیانیوں اور حدود آرڈیننس کے متعلق ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطالبات مسترد کر دیئے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے ایک وفد نے جو پاکستان کے دورے پر ہے قادیانیوں کے ساتھ پاکستان میں مبینہ طور پر ہونے والے امتیازی سلوک کو ختم کرنے اور حدود آرڈیننس کے تحت کوڑوں، سنگسار یا ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزاؤں کے خاتمے کے لئے کہا ہے۔ مگر حکومت پاکستان نے وفد کو دو ٹوک الفاظ میں بتا دیا ہے کہ چاہے کچھ بھی ہو آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والے قادیانیوں کی سزائیں معاف نہیں کی جائیں گی۔

(روزنامہ جنگ لندن ۵ر اگست ۱۹۸۹ء)

احمدیوں پر تشدد فوراً بند کیا جائے۔

لندن (رپورٹر) چک سکندر ضلع گجرات میں مبینہ طور پر ۰۰ سے زائد احمدی گھروں کو لوٹ مار کے بعد جلا دیا گیا اور تین احمدیوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ قتل ہونے والوں میں ایک ۱۰ سالہ بچی نبیلہ بھی شامل ہے علاوہ ازیں متعدد احمدی مستورات اور بچے ابھی تک لاپتہ ہیں خدشہ ہے کہ ان میں سے کئی اپنے جلے ہوئے گھروں کے ملبوں کے نیچے دب کر جاں بحق نہ ہو گئے ہوں۔ اس امر کا انکشاف جماعت احمدیہ برطانیہ کے ایک پریس ریلیز میں کیا گیا ہے جماعت احمدیہ برطانیہ نے اس سارے واقعہ میں اعلیٰ پولیس اور سول حکام پر جانبداری کا بھی الزام لگایا ہے جماعت احمدیہ کے ترجمان رشید احمد چوہدری نے اس واقعہ کے لئے صرف پنجاب کی حکومت ہی نہیں بلکہ مرکزی حکومت کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ترجمان نے دولت مشترکہ کے تمام ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان کی دولت مشترکہ میں دوبارہ شمولیت سے پہلے حکومت پاکستان کو احمدیوں پر عائد کردہ غیر انسانی پابندیوں کو واپس لینے اور احمدیوں کے انسانی حقوق کو بحال کرنے اور ان پر انسانیت سوز مظالم کے سلسلہ کو فوری طور پر بند ...

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اِس لئے شائع کئے جاتے ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۸۵۱ — مَیں بُشریٰ پروین زوجہ مکرم منظور احمد صاحب گجراتی قوم سولیجہ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۲/۸۸ حسبِ ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں البتہ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند — 11000—00

۲۔ زیور طلائی۔ ایک ہار۔ ۲ چوڑیاں۔ ۴ انگوٹھیاں۔ ایک جوڑی کانٹے۔ ایک جوڑی بالیاں۔ ایک لاکٹ کل وزن ۶۰ گرام موجودہ قیمت۔ — 18000—00

۳۔ زیور نقرئی ۲ سیٹ چاندی۔ ایک جوڑی پازیب کل وزن ۷۰ گرام — 385—00

اس کے علاوہ خاکسار بطور لیکچرر نصرت گرلز کالج میں کام کر رہی ہوں جس سے مجھے ۸۷۰/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ مَیں اپنی ماہوار آمد اور جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد مَیں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
منظور احمد گجراتی خاوند موصیہ۔	بُشریٰ پروین	لبشارت احمد حیدر

وصیت نمبر ۱۴۸۵۲ — مَیں خالد محمود ولد مکرم مولوی غلام نبی صاحب درویش قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۱/۸۸ حسبِ ذیل وصیت کرتا ہوں۔

مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۶۴۲/- روپے ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی آمد یا جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سید صباح الدین الدیکٹر	خالد محمود	خورشید احمد انور

وصیت نمبر ۱۴۸۵۳ — مَیں رحیمہ حیدر زوجہ مکرم لبشارت احمد حیدر قوم احمدی مسلمان پیشہ اُمور خانہ داری عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۷/۸۸ حسبِ ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

(۱) زیور طلائی دو کڑے وزنی دو تولے قیمت	5400—00
(۲) 〃 〃 ہار گلے کا ایک تولہ وزنی 〃	3200—00
(۳) 〃 〃 کان کی بالیاں دو جوڑی وزنی ۹ گرام 〃	2880—00
(۴) 〃 〃 انگوٹھی ایک عدد ۲½ گرام وزنی 〃	800—00
(۵) پازیب نقرئی وزنی چار تولے 〃	1240—00
(۶) چھلہ چابی نقرئی ایک عدد 〃	100—00
(۷) حق مہر بذمہ خاوند	1500—00
کل میزان	15120—00

اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ ۲۰/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد مَیں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اُس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ قادیان کو دوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
لبشارت احمد حیدر	رحیمہ حیدر	سید وسیم احمد تیماپوری

وصیت نمبر ۱۴۸۵۴ — مَیں عشرت بانو زوجہ مکرم محمد نعمان صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بھارت۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۷/۸۸ حسبِ ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں البتہ منقولہ جائیداد درج ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱ ــ حق مہر بذمہ خاوند	700—00 روپے
۲ ــ زیور طلائی جھمکا ۸½ گرام	2600—00
۳ ــ 〃 نقرئی پازیب ۷۰ گرام	435—00
۴ ــ 〃 کوکا ۵۰۰ ملی گرام	150—00
میزان	3885—00

مَیں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری نہ کوئی اور جائیداد ہے اور نہ ہی آمد۔ آئندہ اگر مَیں کوئی مزید جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اُس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد نعمان خاوند موصیہ	عشرت بانو	خواجہ محمد عبداللہ

خدمت دین کے لئے آمادہ احمدی ڈاکٹر صاحبان متوجہ ہوں

بھارت میں مقیم احمدی ڈاکٹر صاحبان جو تحریک جدید کے ماتحت بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے آمادہ ہوں اور کم از کم تین سال کے لئے اپنی خدمات پیش کر سکتے ہوں وہ فوری طور وکالت تبشیر تحریک جدید قادیان سے رابطہ قائم کر کے اپنے حالات و کوائف سے آگاہ کریں۔ جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ اگر ایسے ڈاکٹر صاحبان کو جانتے ہوں جو اُن کے نزدیک اس خدمت کے اہل ہیں۔ تو وہ انہیں اس اعلان کے مضمون سے آگاہ کریں اور وکالت تبشیر کو بھی ان کے نام و پتہ سے مطلع کریں۔

وکالت تبشیر تحریک جدید قادیان

بدر کی مالی اعانت کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ مینجر بدر قادیان

درخواست ہائے دعا

از نرگاؤں (اڑیسہ)

مندرجہ ذیل احباب نے -/۱۳۵ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے درخواست دعا کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

- نعمت اللہ، شعبان خان، ممتاز بیگم، کریم خاں، کریم اللہ خاں نسیمہ بی بی، میر ہدایت علی، طاہرہ بی بی، میر رحمت علی، فرحت بیگم لطیفہ بی بی، گلاب دین خاں، سمیرن بی بی، سیلاب الدین خاں مہر بی بی
- کٹک کی سابق صدر لجنہ اماء اللہ محترمہ زیب النساء صاحبہ ایک انجانی بیماری میں مبتلا ہو کر جنڈی گوڑھ کے میڈیکل میں تقریباً ۱۵، ۲۰ روز سے زیر علاج ہیں۔ بزرگان دین و تمام احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
(درثمین)

AUTOWINGS,
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS 600004
PHONE NO,
76360
74350

آٹو ونگس

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز (پٹنہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی (فون: ۴۲۹۴۴۳۹)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حیدر ساڑھی مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہ

پیش کردہ:- بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۴۶

ٹیلیفون نمبرز:- ۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۴۰۲۸ - ۴۳

ولادتیں

۔ مکرم منور احمد صاحب ولد مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مبشر درویش قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ۲۸ ستمبر ۸۹ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اس موقعہ پر اعانت بدر میں دس روپے ادا کرتے ہوئے نومولود کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کے لئے احباب سے دعاء کی درخواست ہے۔

۔ مکرم مولوی سی جی جمال الدین مبلغ سلسلہ لکشدیپ تحریر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ۲۴ ستمبر ۸۹ کو خاکسار کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے جو کہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب کی نواسی ہے اور خاکسار نے قبل از ولادت حضور کی تحریک وقف نو میں شمولیت کی درخواست کی ہے نومولود کی صحت و سلامتی اور درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ
کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHIT PUR ROAD

PH - 275475
RESI. 273903 } CALCUTTA-700073

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ"
"ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے"
(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA — PHONE NO. 279203

CARD BOARD BOX MFG. CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD
CORRUGATED. BOXES & DISTINCTIVE. PRINTERS
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

السلام نبوک
اَسْلِمْ تَسْلَمْ
اسلام لا، تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا
(محتاج دعا)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی۔ (مہاراشٹر)

قائم ہو پھر سے حکم محمدؐ جہان میں — ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTORS)
TARUN BHARAT CO.OP HOUSE SOCT.
PLOT NO 6. GROUND FLOORE OLD CHAKALA,
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE. 6348179 / RESI. 6289389 } BOMBAY-400099

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا
(سفارش کیا کرو۔ تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)
(حدیث نبوی)

RABWAH. WOOD. INDUSTRIES

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.

DEALERS IN:—TIMBER TEAK POLES SIZES,
FIRE WOOD, MANUFACTURERS OF WOODEN
FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

امام مہدی کا ظہور!

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔
"مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالتِ موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو" (الاربعین حصہ اول ص ۳)

طالبانِ دعا } محمد شفیق سہگل۔ محمد نسیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد۔
پسماندگان مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم کلکتہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس ہاسٹاکسٹ جیون ڈرلینر۔ مدینہ میدان روڈ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ اڑیسہ
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے"۔ ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس، گولڈ لک الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر) — انڈسٹریز روڈ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو ٹی وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ (کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558
BANGALORE 560002

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
(پیشکش)

SARA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET. NAYA PUL,
PHONE NO. 522360. HYDERABAD
PIN. 500002

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۱)
فون نمبر: 42916 ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز: کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۴۲/۳۴/۲ عقب کاچیگوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدرآباد ۵۰۰۰۲۷ (آندھرا پردیش)

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS
AUTHORISED DISTRIBUTORS HM AMBASSADOR. TREKKER BEDFORD. CONTESSA
AUTHORISED DEALERS PERKINS

آٹو ٹریڈرز

ہر قسم کی گاڑیوں پٹرول و ڈیزل کار۔ ٹرک، بس، جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں!!

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"
ٹیلیفون نمبرز: 28-5222, 28-1652

۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
AUTO TRADERS, 16-MANGOE LANE, CALCUTTA-700001.

"ساری عُقدہ کشائیاں دُعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں"
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۷۱)

AIR ®

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:۔ آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر یا پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!